Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
فون ۹۸
رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴
اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا
روزنامہ الفضل ربوہ
یوم بدھ
ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی
The Daily ALFAZL RABWAH
قیمت ۲۵ پیسے
جلد ۶۷/۳۲ | ۲۶ شعبان ۱۳۹۸ھ ۲ ظہور ۱۳۵۷ ہش ۲ اگست ۱۹۷۸ء | نمبر ۱۷۶

اخبارِ احمدیہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تاحال تبلیغی اور تربیتی اغراض کے لئے بیرونِ ملک تشریف رکھتے ہیں۔ اِن دنوں حضور سویڈن میں قیام فرما ہیں۔

حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمد للہ

احبابِ جماعت التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا سفر و حضر میں حافظ و ناصر ہو، قدم قدم پر اپنی تائید و نصرت سے نوازے اور رُوح القدس سے مدد کرے اور حضور کے اِس اہم تبلیغی سفر کے غلبۂ اسلام کے حق میں نہایت عظیم الشان نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین

ربوہ ۲ر اگست۔ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ گزشتہ رات ہائی بلڈ پریشر اور شدید سردرد کی تکلیف رہی طبیعت تاحال ناساز ہے۔

احبابِ جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ مدظلہا کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور آپ کی عمر میں بہت برکت ڈالے۔ آمین

اِمتحان انصار اللہ سہ ماہی سوم ۱۹۷۸ء

سالِ رواں کی سہ ماہی سوم کا امتحان انشاء اللہ ۱۶ر تبوک/ستمبر ۱۹۷۸ء کو ہوگا نصاب درج ذیل ہے:۔

۱۔ ترجمہ قرآن کریم پارہ ۱۹ ربع اوّل
۲۔ دافع البلاء
۳۔ برکاتِ خلافت

کتاب دافع البلاء براہِ راست الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ سے طلب فرمائیں، زعماء اعلیٰ/زعماء سے گذارش ہے کہ تمام اراکین کو نصاب سے مطلع کر کے اس کی تیاری شروع کروا دیں۔

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ۳۴ واں سالانہ اجتماع

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ۳۴ واں سالانہ اجتماع انشاء اللہ العزیز ۲۰، ۲۱، ۲۲ر اکتوبر ۱۹۷۸ء کو منعقد ہوگا جملہ قائدینِ اضلاع اور قائدینِ مقامی سے گذارش ہے کہ ابھی سے اجتماع کی تیاری شروع کر دیں اور کوشش فرمادیں کہ زیادہ سے زیادہ خدام اس اجتماع میں شامل ہوں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

بحرِ عرفان کے موتی، جوامع الکلم، جواہر الکلام

نماز سب بُری اور ناپسندیدہ باتوں سے اجتناب کا ذریعہ ہے

مومن کے لئے اللہ تعالیٰ نے نماز میں ایک لذّت اور سرور رکھا ہؤا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ (العنکبوت ۴۶)

ترجمہ:۔ اور نماز کو (اس کی سب شرائط کے ساتھ) ادا کر۔ یقیناً نماز سب بُری اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے اور اللہ (تعالیٰ) کی یاد یقیناً (اور سب کاموں سے) بڑی ہے۔

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ کَمَثَلِ نَھْرٍ جَارٍ غَمْرٍ عَلٰی بَابِ اَحَدِکُمْ یَغْتَسِلُ مِنْہُ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ۔ (مسلم)

ترجمہ:۔ پانچ نمازوں کی مثال ایسی ہے جیسے تم میں سے کسی کے دروازے کے پاس پانی سے بھری ہوئی نہر چل رہی ہو اور وہ اس میں دن میں پانچ بار نہائے یعنی جیسے اُس شخص کے بدن پر میل نہیں رہ سکتی اسی طرح پانچ نمازیں پڑھنے والے کی رُوح پر میل نہیں رہ سکتی۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السّلام

"مَیں دیکھتا ہوں کہ لوگ نمازوں میں غافل اور سُست اِس لئے ہوتے ہیں کہ اُن کو اس لذّت اور سرور سے اطلاع نہیں جو اللہ تعالیٰ نے نماز کے اندر رکھا ہے اور بڑی بھاری وجہ اس کی یہی ہے۔ پھر شہروں اور گاؤں میں تو اور بھی سُستی اور غفلت ہوتی ہے۔ سو پچاسواں حصہ بھی تو پوری مستعدی اور سچّی محبت سے اپنے مولا حقیقی کے حضور سر نہیں جھکاتا۔ پھر سوال یہی پیدا ہوتا ہے کہ کیوں؟ اُن کو اس لذّت کی اطلاع نہیں اور نہ کبھی انہوں نے اس مزہ کو چکھا۔ اور مذاہب میں ایسے احکام نہیں ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم اپنے کاموں میں مُبتلا ہوتے ہیں اور مؤذّن اذان دے دیتا ہے۔ پھر وہ سُننا بھی نہیں چاہتے۔ گویا اُنکے دل دُکھتے ہیں۔ یہ لوگ بہت ہی قابلِ رحم ہیں۔ . . پس مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ سے نہایت سوز اور ایک جوش کے ساتھ یہ دعا مانگنی چاہیئے کہ جس طرح پھلوں اور اشیاء کی طرح طرح کی لذّتیں عطا کی ہیں نماز اور عبادت کا بھی ایک بار مزہ چکھا دے۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۶۲)

پبلشر: مسعود احمد ٭ پرنٹر: سید عبدالحی ٭ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ٭ مقامِ اشاعت:۔ دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

روزنامہ الفضل ربوہ
۲۵ شعبان ۱۳۹۸ھ
۱ ظہور ۱۳۵۷ہش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معرفت اور یقین کو کمال تک پہنچانے کے خدائی سامان

قبل ازیں ہم سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پُر معارف تحریرات کی رو سے یہ امر واضح کر چکے ہیں کہ کارخانہ عالم اور اس کے محکم و ابلغ نظام کے گہرے مطالعہ اور اس پر غور و فکر کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل تو ہوتی ہے لیکن وہ معرفت اس لحاظ سے ادھوری اور نا تمام ہوتی ہے کہ اس میں غلط عقلی استدلال کے باعث ٹھوکر کھانے اور گمراہ ہو جانے کا امکان باقی رہتا ہے۔ اس سے بڑھ کر حقیقی معرفت کا ذریعہ اللہ تعالیٰ تک رسائی اور اس کا بندوں سے ہمکلام ہونا ہے۔ جب خالق حقیقی کسی انسان سے ہمکلام ہو کر اپنی ہستی کو خود اس پر آشکار کرتا ہے تو اس کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی معرفت ہر شک اور دغدغہ سے مبرا ہوتی ہے اور انسان کے دل کو نورِ یقین سے پُر کر دکھاتی ہے۔

اسی ضمن میں ہم نے یہ بھی واضح کیا تھا کہ اسلام کو جملہ مذاہب پر یہ لازوال فضیلت حاصل ہے کہ اس کی تعلیم پر کما حقہٗ عمل پیرا ہونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی اور اتباع اختیار کرنے کے نتیجہ میں حقیقی معرفت کا دروازہ کھل جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کو حسبِ استعداد شرفِ مکالمہ و مخاطبہ سے سرفراز فرما کر اپنے موجود ہونے اور غیر محدود قدرتوں اور طاقتوں کا مالک ہونے کا خود ثبوت دیتا ہے جس سے ان کا دل نورِ یقین سے پُر ہو جاتا ہے اور اس کے ایک ثمرِ شیریں کے طور پر حقیقی معرفت انہیں عطا کی جاتی ہے۔

یہ شرف سب سے بڑھ کر مامورین الٰہی اور اولیاء اللہ کو درجہ بدرجہ عطا کیا جاتا ہے اور پھر ان کی وساطت سے ان کے متبعین بھی علیٰ قدرِ مراتب اس سے بہرہ ور ہوتے ہیں اور اس طرح دوسرے بھٹکے ہوؤں کو خدا تعالیٰ کی طرف لانے کا وسیلہ بنتے ہیں۔ اس عظیم مقصد میں انہیں کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ ان کے ایمان و یقین کو بڑھانے اور معرفت کو درجہ کمال تک پہنچانے کے غیر معمولی سامان کرتا ہے۔ ایمان و یقین اور معرفت میں اس ترقی کی بدولت وہ غلبۂ حق کے مقصد میں بتدریج ایک کامیابی کے بعد دوسری کامیابی سے ہمکنار ہوتے چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ حق اپنی پوری شان کے ساتھ غالب آجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے ایسے مخلص و وفا شعار بندوں کو ایمان و یقین اور معرفت میں ترقی دینے کے جو سامان کرتا ہے ان میں سے ایک یہ ہوتا ہے کہ وہ ان پر بعض الہامات نازل کر کے اپنی قولی تجلی سے انہیں یہ یقین دلاتا ہے کہ وہ ان کے ساتھ ہے اور یہ کہ وہ انہیں بچانے اور اپنی تائید و نصرت سے نوازنے کے لئے سرِ راہ کھڑا ہے اور پھر اپنی فعلی تجلی کے ذریعہ یعنی انہیں اپنی غیر معمولی تائید و نصرت سے نواز کر اور انہیں انتہائی مہیب خطرات سے بچا کر دنیا پر آشکار کر دکھاتا ہے کہ یہ میرے خاص بندے ہیں جن کی مدد کرنا اور جنہیں بچانا میں نے خود اپنے پر فرض کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ قولی اور فعلی تجلیات اس کے مخلص و وفا شعار بندوں کے لئے ایمان و یقین اور معرفت میں ترقی کا ذریعہ ثابت ہوئے بغیر نہیں رہتیں۔ اسی لئے وہ کسی ابتلاء کے وارد ہونے پر گھبراتے یا دل برداشتہ نہیں ہوتے بلکہ یہی کہتے ہیں هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ یعنی یہ تو وہی کچھ ہے جس کا اللہ اور رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور واقعی اللہ اور اس کے رسول نے بالکل سچ فرمایا تھا اور پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا یعنی وہ ابتلاء انہیں ایمان اور یقین میں اور بھی بڑھا دیتا ہے۔ سو وہ ابتلاء انہیں اللہ تعالیٰ کی قولی اور فعلی تجلیات کی شکل میں اس کی تائید و نصرت اور معجزانہ حفاظت کا مورد بنا کر ان کے لئے ایمان و یقین اور معرفت میں ترقی کا موجب ثابت ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ ابتلاؤں کا یہ سلسلہ خدائی حکمت کے ماتحت چلتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ ان کے نتیجہ میں ان کی معرفت درجۂ کمال کو پہنچ جاتی ہے اور وہ سرخرو ہو کر اپنے رب کے حضور حاضر ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی ایسی قولی اور فعلی تجلیات کو معرفت میں کمال حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"(اللہ تعالیٰ) ایک طرف لذیذ اور پُر شوکت قول سے اور دوسری طرف معجزانہ فعل سے اور اپنے قوی اور زبردست نشانوں سے ان پر ثابت کر دیتا ہے کہ میں ہی خدا ہوں۔ وہ اول پیشگوئی کے طور پر ان سے اپنی حمایت اور نصرت اور خاص طور کی دستگیری کے وعدے کرتا ہے اور پھر دوسری طرف اپنے وعدوں کی عظمت بڑھانے کے لئے ایک دنیا کو ان کے مخالف کر دیتا ہے اور وہ لوگ اپنی تمام طاقت اور تمام مکر و فریب اور ہر ایک قسم کے منصوبوں سے کوشش کرتے ہیں کہ خدا کے ان وعدوں کو ٹال دیں جو اس کے ان مقبول بندوں کی حمایت اور نصرت اور غلبہ کے بارہ میں ہیں اور خدا ان تمام کوششوں کو برباد کرتا ہے۔ وہ شرارت کی تخمریزی کرتے ہیں اور خدا اس کی جڑ باہر پھینکتا ہے۔ وہ آگ لگاتے ہیں اور خدا اس کو بجھا دیتا ہے۔ وہ ناخنوں تک زور لگاتے ہیں آخر خدا ان کے منصوبوں کو انہی پر الٹا کر مارتا ہے۔ خدا کے مقبول اور راستباز نہایت سیدھے اور سادہ طبع اور خدا تعالیٰ کے سامنے ان بچوں کی طرح ہوتے ہیں جو ماں کی گود میں ہوں اور دنیا ان سے دشمنی کرتی ہے کیونکہ وہ دنیا میں سے نہیں ہوتے۔ اور طرح طرح کے مکر اور فریب ان کی بیخ کنی کے لئے کئے جاتے ہیں۔ قومیں ان کے ایذا دینے کے لئے متفق ہو جاتی ہیں اور تمام نااہل لوگ ایک ہی کمان سے ان کی طرف تیر چلاتے ہیں اور طرح طرح کے افترا اور تہمتیں لگائی جاتی ہیں تا کسی طرح وہ ہلاک ہو جائیں اور ان کا نشان نہ رہے۔ مگر آخر خدا تعالیٰ اپنی باتوں کو پوری کر کے دکھلا دیتا ہے۔ اسی طرح ان کی زندگی میں یہ معاملہ ان سے جاری رہتا ہے کہ ایک طرف وہ مکالمات صحیحہ واضحہ یقینیہ سے مشرف کئے جاتے ہیں اور امور غیبیہ جن کا علم انسانوں کی طاقت سے باہر ہے ان پر خدائے کریم و قدیر اپنے صریح کلام کے ذریعہ سے منکشف کرتا رہتا ہے اور دوسری طرف معجزانہ افعال سے جو ان اقوال کو سچ کر کے دکھلاتے ہیں ان کے یقین کو نورٌ علیٰ نور کیا جاتا ہے اور جس قدر انسان کی طبیعت تقاضا کرتی ہے کہ خدا کی یقینی شناخت کے لئے اس قدر معرفت چاہیئے وہ معرفت قولی اور فعلی تجلی سے پوری کی جاتی ہے یہاں تک کہ ایک ذرہ کے برابر بھی تاریکی درمیان میں نہیں رہتی۔ یہ خدا ہے جس کے ان قولی فعلی تجلیات کے بعد جو ہزاروں انعامات اپنے اندر رکھتی ہیں اور نہایت قوی اثر دل پر کرتی ہیں انسان کو سچا اور زندہ ایمان نصیب ہوتا ہے اور ایک سچا اور پاک تعلق خدا سے ہو کر نفسانی غلاظتیں دور ہو جاتی ہیں اور تمام کمزوریاں دور ہو کر آسمانی روشنی کی تیز شعاعوں سے اندرونی تاریکی الوداع ہو جاتی ہے اور ایک عجیب تبدیلی ظہور میں آتی ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۲۱ تا ۲۳)

جامعہ احمدیہ کے اساتذہ کرام و طلبہ کیلئے

۱۔ موسم گرما کی تعطیلات کے بعد جامعہ ۹؍تبوک (ستمبر) کی بجائے ۱۲؍تبوک (ستمبر) کو انشاء اللہ العزیز کھلے گا۔ صبح ۶-۵۰ پر اسمبلی ہوگی اور ۷ بجے کلاسیں شروع ہو جائیں گی۔ اس روز سب طلبہ کی حاضری ضروری ہے۔

۲۔ ۹-۱۰-۱۱؍تبوک (ستمبر) کو نئے طلبہ کے داخلے ہوں گے اس لئے اساتذہ کرام ۹؍تبوک (ستمبر) کو صبح ۱۰ بجے انٹرویو و ضروری مشورہ کیلئے جامعہ میں تشریف لے آویں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

۳۔ حسب اعلان سابق ۹-۱۰-۱۱؍تبوک (ستمبر) کو کمپارٹمنٹ کے امتحانات ہوں گے۔ جن طلباء کی کسی مضمون میں کمپارٹمنٹ آئی ہے وہ ۸؍تبوک کی شام تک ربوہ پہنچ جائیں۔ تاکید ہے۔

(عمید جامعہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح ناصریؑ کے ابن اللہ ہونے کا عقیدہ

ایک افسانہ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا

برطانیہ کے سات چوٹی کے مسیحی علماء کا اعتراف

مکرم مولوی فضل الٰہی صاحب انوری سابق مبلغ مغربی جرمنی

موجودہ عیسائیت کے عقائد میں سے وہ عقیدہ جو ان کے لئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور جس کے گرد باقی جملہ عقائد کا تانا بانا بنا ہوا ہے وہ "ابنیت مسیح" کا عقیدہ ہے جس سے مراد یہ ہے کہ خدا نے تجسم اختیار کی اور وہ خدا کے بیٹے کی شکل میں مریم کے بطن سے ظاہر ہوا۔

اس اعتبار سے مسیح بیک وقت خدا بھی ہے اور انسان بھی۔ ان کے نزدیک خدا تین اشخاص سے عبارت ہے۔ خدا باپ، خدا بیٹا اور روح القدس۔ ان کو اقنوم ثلاثہ بھی کہتے ہیں اور یہ تینوں مل کر اس وجود کی تکمیل کرتے ہیں جسے خدا کہا جاتا ہے۔ اسی ترکیب کا دوسرا نام تثلیث ہے اور چونکہ مسیح ابن اللہ ہونے کے اعتبار سے گناہ سے پاک ٹھہرا اس لئے خدا نے اسے صلیب پر وفات دے کر (یا مسیح نے صلیبی موت قبول کر کے) دنیا کے گناہوں کی معافی اور نجات کا سامان پیدا کیا۔

عیسائیت کے یہ عقائد گزشتہ بیس صدیوں سے چرچ کی مذہبی و تبلیغی زندگی کی بنیاد بنے رہے ہیں اور اگرچہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے ظہور کے چھ سو سال بعد ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام یعنی قرآن کریم کے ذریعہ ان عقائد کی تردید فرما دی اور مسیح کا صحیح مقام و مرتبہ بیان فرمایا۔ جس کے مطابق آپ ایک انسان تھے اور بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔ مسیحیت کے پیرو اپنے ان عقائد پر قائم رہے اور ان کا پرچار کرتے رہے مگر گزشتہ صدی کے خاتمے پر بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی روحانی آنکھ نے دیکھ لیا کہ اب ان عقائد کی میعاد پوری ہو چکی ہے۔ اور توحید کے غلبے کا وقت آن پہنچا ہے۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:۔

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع
ہو رہے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

اس آواز کے ساتھ ہی دنیا میں ایسے اسباب پیدا ہونے لگے جن سے اس قول کی صداقت ظاہر ہو گئی چنانچہ جہاں تک مسیح کی صلیبی موت کا تعلق ہے ایسے ایسے تاریخی و علمی شواہد ظہور پذیر ہوئے جن سے مسیح کے حادثہ صلیب سے بچ نکلنے کا واقعہ ثبوت ملتا ہے۔ خود کفن مسیح کی دریافت اور گزشتہ ربع صدی میں اس پر سائنٹیفک تحقیق نے بھی صلیبی عقیدہ کی اس غلطی کو ثابت کر دیا۔

اسی طرح "ابنیت مسیح" اور تثلیث کا عقیدہ جو اب تک عیسائیت کے ایک بنیادی ستون کے طور پر چلا آ رہا تھا، عالم عیسائیت کے علمی حلقوں میں تنقید و استنکار دیکھا جانے لگا۔

چنانچہ حال ہی میں برطانیہ کے سات چوٹی کے مسیحی علماء نے اس عقیدہ کی عقلی اور نقلی نیز تاریخی حیثیت کا جائزہ لینے کے بعد اس امر کا کھلا اعتراف کیا ہے کہ خدا کے تجسم اختیار کرنے اور حضرت مسیح کو خدا کے ثلاثی وجود کا حصہ شمار کرنے کا عقیدہ انتہائی لغو و بعید از عقل اور بے بنیاد ہے۔ عہد نامہ قدیم اور جدید سے اس امر کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ خدا کی ہستی کوئی مرکب شی ہے یا یہ کہ خدا واقعہ میں تجسم اختیار کرکے اپنی مخلوق کے ہاتھوں پھانسی [illegible] جاتا ہے۔ نیز مسیح کے اپنے بیانات سے ان کے خدا کی خدائی میں شریک ہونے یا ان معنوں میں خدا کا بیٹا ہونے کی کوئی دلیل نہیں ملتی جن معنوں میں موجودہ عیسائیت انہیں پیش کرتی ہے۔

ان علماء کی تحقیق اور آراء کا خلاصہ پچھلے سال "THE MYTH OF GOD IN CARNATE" کے نام سے لندن میں شائع ہوا ہے۔ کتاب چھپنے کے بعد میڈیا میں اس کا تعارف ایک پریس کانفرنس کے ذریعہ کیا گیا جس سے عیسائی حلقوں میں تشویش کی لہر دوڑ گئی اس کے سات مصنفین کو "مسیح کے سات دشمن" کے نام سے موسوم کیا گیا۔ تاہم اس کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ پہلا ایڈیشن اس کی اشاعت کے ساتھ ہی فروخت ہو گیا۔ اس کے معاً بعد دوسرا اور تیسرا ایڈیشن شائع ہوا۔ اب تک مجموعی طور پر اس کی بیس ہزار کاپیاں شائع ہو چکی ہیں۔

اس کتاب کے مصنفین کی شخصیات کا اندازہ لگانے کے لئے یہ بتانا کافی ہوگا کہ ڈون کیوپٹ (DON CUPITT.) کیمبرج یونیورسٹی میں شعبہ الٰہیات کے پروفیسر اور DEAN ہیں۔ میکائیل گولڈر MICHAEL GOULDER برمنگھم یونیورسٹی کے شعبہ موازنہ مذاہب میں مذہبیات کے اسٹاف لیکچرر ہیں۔ اسی طرح جان ہک JOHN HICK جس کا نام ایچ جی وڈ H.G. WOOD ہے اور جس کے نام سے یہ کتاب شائع ہوئی ہے بھی برمنگھم یونیورسٹی میں دینیات کا پروفیسر ہے۔ لیسلی ہولڈن LESLIE HOULDEN رپن کالج کا پرنسپل۔ ڈینس نائن ہم DENNIS NINE HAM آکسفورڈ میں کیبلے کالج کا وارڈن۔ ماریس وائلز MAURICE WILES آکسفورڈ یونیورسٹی میں الٰہیات کا پروفیسر اور فرانسس ینگ FRANCES YOUNG یونیورسٹی میں مطالعہ عہد نامہ جدید کا لیکچرر ہے۔

ان فاضل مصنفین نے ابنیت مسیح کے عقیدہ پر [illegible] کی ہے اور اس بات پر زور دیتے ہوئے کہ جو لوگ مسیح کو خدا کا حقیقی بیٹا مانتے اور خدا کے آپ کے جسم میں حلول کرنے کے یہ معنی ہیں کہ خدا [illegible] اور اس سے فیض یابی صرف اور صرف مسیح کے ذریعہ ممکن ہے جس سے دوسرے معنوں میں یہ مراد ہے کہ مسیحی دین کے سوا اور کہیں نجات نہیں مل سکتی۔ یہ مفروضہ حقیقتاً عقل سے بعید ہے اتنا ضرر رساں بھی ہے۔ جب تک عیسائی دنیا کا معتد بہ حصہ اپنی تہذیب کے دائرہ میں محدود اور بیرونی دنیا سے اس کا تعلق بہت کم تھا اس کی مضرت اتنی نمایاں اور واضح نہ تھی۔ جب سے عیسائی اقوام اسلامی دنیا کے ساتھ نبرد آزما ہونے لگی ہیں اور یورپی استعماری طاقتوں نے اپنے توسیع پسندانہ رجحانات کو نو آبادیات کی شکل میں [illegible] زمین پر عملی جامہ پہنانا شروع کیا ہے انجیلی اصطلاحات کی ایسی بعید از حقیقت تشریحات نے دوسرے مذاہب کے ساتھ تعلقات کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ دوسرے مذاہب کے پیرو یہ ماننے سے قاصر ہیں کہ پیار کرنے والے خدا نے نسل انسانی کے ایک کثیر حصہ کو نجات سے محروم رکھا اور (دنیا کی دیگر آبادی کے مقابلہ میں) ایک قلیل سے عیسائی فرقہ کے لئے اپنی جنت کے تمام دروازے کھول دیئے ہوں۔

ان انجیلی اصطلاحات کے بارے میں جن پر مذاکرات کے چرچ نے اپنے عقائد کی عمارت کھڑی کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ان میں سے کوئی اصطلاح ایسی نہیں جو مسیح نے ایجاد کی ہو اور جو مسیح کے مقام کے لئے مخصوص ہو بلکہ جتنی اصطلاحیں مسیح نے اپنے بارے میں استعمال کیں یا آپ کے حواریوں نے آپ کے مقام اور مرتبہ کو ظاہر کرتے ہوئے آپ سے منسوب کیں وہ سب کی سب بائیبل میں موجود اور ایک خاص قوم کے ساتھ مستعمل تھیں مثلاً لفظ "ابن اللہ" کا اطلاق بنی اسرائیل اور بزرگ نفوس پر ہوتا چلا آیا ہے۔ اسی طرح بنی اسرائیل کے بادشاہ اپنے مقام کی عظمت کے اظہار کے لئے اپنے لئے خدا کا بیٹا کے الفاظ استعمال کرنے میں فخر محسوس کرتے تھے بلکہ خدا کو باپ کہہ کر پکارنا بھی یہود میں ایک عام رائج تھا۔

ان مصنفین کے نزدیک کوئی [illegible] نہیں جو حضرت مسیح کے [illegible] پیدا ہوتی ہو جسے ان کی ذات کے ساتھ مخصوص سمجھا جائے تو کوئی [illegible] کہ اگر مسیح نے اپنے تئیں "بیٹا" یا خدا کو "باپ" کہا ہے تو اس سے ان کے خدا ہونے پر [illegible] کی دلیل [illegible] اگر یہ کہا جائے کہ آپ خدا کے خاص بیٹے تھے جیسا کہ اناجیل میں آپ کو "[illegible]" SON [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا گیا۔ Son کا لفظ بڑے "S" کے ساتھ لکھا جاتا ہے تو اس سے آپ کے مرتبہ کی بلندی اور آپ کے کام کی عظمت تو ضرور ظاہر ہوتی ہے مگر آپ کا فوق البشر ہونے کی دلیل نہیں نکلتی۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:۔

"It is possible that we should draw a distinction between ideas about the "SON of GOD" and sons of God, but if so, the distinction is not one of nature but one of function".
(P. 105)

علاوہ ازیں مسیحؑ نے اپنے لئے "ابن اللہ" کا لفظ کبھی استعمال نہیں کیا۔ بلکہ وہ اپنے آپ کو "ابن آدم" ہی کہہ کر پکارتے رہے۔ یہ حواری ہی تھے جو آپ کے ساتھ اپنے تعلق یا مسیحؑ کے بلند مرتبہ اور عالی مقام کے اظہار کے لئے آپ کے متعلق "خدا کا بیٹا" کے الفاظ استعمال کرتے تھے اور کوئی وجہ نہیں کہ ان کے اس اعتقادی تعلق کو مروجہ معانی سے ہٹا کر ایسے معانی دیئے جائیں جو خود ان کے ذہنوں میں موجود نہ تھے۔

پھر مصنفین ان عقائد کے پیدا ہونے کی امکانی وجوہ پر بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ خدا کے انسانی جسم میں حلول کر جانے کا تصور بڑے لمبے عرصہ سے اس تہذیب کا حصہ چلا آ رہا ہے جس میں مسیحؑ نے جنم لیا ایسے ماحول میں مسیحؑ کی الوہیت یا الٰہی بعض خدائی صفات کے وجود کا تصور پیدا ہو جانا عین ممکن تھا بالخصوص اس صورت میں کہ مسیحؑ کو بائیبل کی پیشگوئیوں کا مصداق مانا گیا اور خود ان کا دعویٰ بھی یہی تھا بلکہ ان کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ بنی اسرائیل کے بادشاہ بن کر آئے ہیں اور بادشاہوں کے متعلق بائیبل میں اسی قسم کے الفاظ موجود ہیں کہ "تو میرا بیٹا ہے۔ آج میں نے تجھے جنا ہے" اس کے بارے میں الوہیت کا تصور پیدا ہو جانا قرین قیاس معلوم ہوتا ہے غالباً اسی اثر کے ماتحت انجیل مرقس کے مصنف نے اپنی انجیل شروع ہی ان الفاظ سے کی ہے:۔
"یسوع مسیح جو خدا کا بیٹا ہے"
اور مسیحیت کے ارتقاء کے ساتھ جس کا سلسلہ صدیوں تک ممتد ہوتا چلا گیا یہ "خدا کا بیٹا" یا خدا بیٹا مسیح کی اصطلاح میں بدل دیا گیا کچھ شک نہیں تھا۔ اور چونکہ یہودی روایات میں یہ عقیدہ بطور مثل پہلے سے ہی موجود تھا کہ خون بہائے بغیر گناہوں کی معافی ممکن نہیں۔ مسیحؑ کا صلیبی موت کو مدار نجات سمجھ لیا جانا ایک قدرتی امر تھا۔

اس قسم کی اصطلاحات مسیحیت میں آکر مختلف معانی کا لبادہ کیسے اوڑھتی چلی گئیں اور اپنے مروجہ اور معلومہ استعمال سے ہٹ کر کیونکر ان سے وہ مفہوم قرار لے لیا گیا جو عقل اور فطرت کے تقاضوں کے بالکل خلاف پڑتا ہے۔ مصنفین لکھتے ہیں کہ جہاں تک خدا کے تجسم اختیار کرنے کا تعلق ہے بائیبل کے پرانے عہد نامے میں اس کا کہیں بھی بلاواسطہ ذکر نہیں ملتا البتہ یونانی تہذیب میں اس قسم کے اعتقادات پائے جاتے تھے۔ اب انجیل نویس جن کے نوشتے موجودہ عیسائیت کا بنیادی ماخذ شمار ہوتے ہیں صرف وقائع نگار نہیں تھے بلکہ مفسر بھی تھے وہ اپنے مخصوص حالات اور گردوپیش سے بھی متاثر تھے انہوں نے اپنے اپنے ذوق۔ جوش ایمان اور مبلغ علم کے مطابق مسیحؑ کی جو تصویر کھینچی اور اس پر یقیناً حاشیہ آرائی کی اس پر ماحول کا بھی اثر پڑا ان کا ساختہ پرداختہ اگلی نسلوں کے لئے سند بنتا چلا گیا۔ اگلی نسلوں نے اس پر بنیاد رکھ کر اپنے اپنے وقت کے حالات کے تقاضوں کے ماتحت جو تفسیریں اور تعبیریں کیں وہ اس سے اگلی نسل کے لئے حجت بنتی چلی گئیں۔ درمیان میں کسی وقت ایسا ضرور ہوا کہ مسیحؑ کی ذات کی تعیین کے بارے میں بعض حلقوں کی طرف سے آواز اٹھی مثلاً ساتویں صدی عیسوی میں ایک ایسی بحث چلی جس کا مقصد یہ معلوم کرنا تھا کہ آیا مسیحؑ کی دو جنسیں تھیں یا صرف ایک ہی یعنی خدائی جنس۔ اس قسم کے مباحثات میں باوجود اس کے کہ یہ تسلیم کیا جاتا تھا کہ مسیحؑ کے قویٰ اور صفات ایک عام انسان سے زیادہ نہیں تھیں۔ تاہم یہ عقیدہ کہ خدا نے ان کے جسم میں حلول کیا۔ راسخ ہوتا چلا گیا اور روایات کے ایک لمبے سلسلہ کے نتیجہ میں مسیحیوں کے دل و دماغ پر مسیحؑ کے بارہ میں بھی اس قسم کا تصور بیٹھ گیا کہ:

"یسوع مسیح میں مجھے خدا کے مشابہ کوئی بات ضرور نظر آتی ہے۔"

چرچ نے اس کی جو بھی تعبیر کی وہ کسی زمانہ میں بھی اور تاریخ انسانی کے کسی دور میں بھی عقل کے تقاضوں پر پوری نہ اتر سکی۔ اس کے نتیجہ میں چرچ کو "الوہیت مسیح" اور تثلیث کا عقیدہ ایک معقولی صداقت کے طور پر نہیں بلکہ ایک Mystery یعنی مافوق الادراک الجھن" کے طور پر قبول کرنا پڑا اور اب تک وہ ایسا ہی سمجھا جاتا ہے اس کا ایک لازمی اور فطرتی نتیجہ یہ نکلا کہ ایک "موہوم مسیح" کا خیال ذہنوں میں جڑ پکڑ گیا یعنی ایک ایسا مسیح جس کا ذکر ایک مقدس افسانہ کے طور پر تو کیا جاتا ہو مگر جس نے کبھی حقیقت کا لبادہ نہیں اوڑھا۔ چنانچہ مصنفین میں سے ایک مائیکل گولڈر نے لطیفہ کے طور پر ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ چند سال قبل ایک فلسفی جو مسیحی علماء کو چھیڑنے میں بڑی لذت محسوس کرتا تھا۔ نے مجھے کہا کہ کیا آپ نے سنا ہے کہ ایک دن ایک کارڈینل نے پوپ کو بتایا کہ فلاں آدمی کہتا ہے کہ مسیح کی ہڈیاں فلسطین میں ایک قبر سے مل گئی ہیں اور اس خبر میں شک کرنے کی کوئی گنجائش نہیں کیونکہ خود آثار قدیمہ کے کیتھولک عیسائی ماہرین نے اس کی تصدیق کی ہے پوپ یہ خبر سن کر بہت پریشان ہوا۔ اور پوچھنے لگا۔ کہ اب کیا کیا جائے کارڈینل نے کہا۔ ایک صورت ہے کہ امریکہ میں ایک پروٹسٹنٹ عالم مسٹر ٹیلیچ (TILLICH) ہے آپ اسے فون کر کے پوچھیں وہ اس بارے میں کیا کہتا ہے؟

پوپ نے اسی وقت فون کر کے مسٹر ٹیلیچ سے اس صورت حال کے بارے میں پوچھا۔ مسٹر ٹیلیچ کافی دیر تک خاموش رہے پھر بولے:۔

"You mean to say he really existed"?

یعنی کیا آپ کا مطلب یہ ہے کہ مسیح فی الواقعہ کوئی مادی ہستی موجود تھا؟

تثلیث اور ابنیت مسیح جیسی بالائے فہم الجھنوں پر تبصرہ کرتے ہوئے مصنفین اس امر پر مصر ہیں کہ موجودہ زمانہ کے روشن دماغ انسان کو قائل کرنے کے لئے اس قسم کی اصطلاحوں کی قابل قبول تاویلات کی جائیں۔ محض یہ کہہ دینا کہ ناصرہ میں پیدا ہونے والا مسیح بیک وقت انسان بھی تھا اور خدا بھی ایسا ہی ہے جیسے یہ کہہ دیا جائے کہ یہ دائرہ جو کاغذ کے اوپر پنسل سے بنا ہوا ہے مربع بھی ہے۔

مصنفین کے اندازے کے مطابق عیسائیت کے ظہور کے ایک ہزار سال تک تو مسیح کے متعلق اس قسم کی غیر منطقی عبارات مسیح کے ساتھ محبت اور عقیدت کا آئینہ دار اور اس کے مافوق البشر ہونے کا حتمی ثبوت سمجھی جاتی رہیں۔ اس کے بعد اختلافات رونما ہونے شروع ہو گئے۔ مگر مقدس چرچ کے مسلمات کے خلاف ابھرنے والی آواز کو چرچ کی تقدیس کے نام پر دبا دیا جاتا رہا۔ چرچ کی یہ کوشش اس وقت تک کامیاب رہی جب تک سائنس نے ترقی پذیر انسانی علم کے ساتھ راہ راست ٹکر نہ لی مگر سترھویں صدی کے بعد سے چرچ کے مسلمات اور علوم معروفہ مثلاً علم فلکیات علم طبیعات اور علم حیاتیات کے درمیان ایک تصادم کی صورت پیدا ہو گئی جس کے جواب میں چرچ نے ان علوم کو غیر خدائی قرار دے کر ان کا انکار کرنا شروع کر دیا جس سے خود چرچ کو ہی نقصان پہنچا مگر اس نقصان کا احساس نمایاں طور پر اس وقت ہوا جب مغربی اقوام کا سیاسی تفوق اور اس کے بل بوتے پر مسیحی یلغار کا زور کم ہو گیا۔ دوسری طرف غیر مسیحی اقوام کو دیگر عالمگیر مذاہب اور اقوام عالم کے ساتھ تعلقات بڑھانے کی ضرورت پیش آئی۔

لہٰذا مصنفین کے نزدیک از بس ضروری ہے کہ عیسائیت کا بیرونی دنیا کے لئے واحد تحفہ یعنی یسوع مسیح کی ذات کا دوسرے مذاہب کے مسلمات کے آئینہ میں مقام تعین کرنے کی کوشش کی جائے۔ یعنی اسے ایسے طور پر پیش کیا جائے کہ دیگر مذاہب عالم جو اپنی اپنی روایات کا ایک لمبا سلسلہ اپنے ساتھ لئے ہوئے ہیں اپنے اندر اسے لینے کی گنجائش نکال سکیں۔ نہ یہ کہ اسے ایسی منفرد حیثیت دی جائے کہ جس کی بنا پر ان کے خدا کے متعلق تصور کی کلیتہً نفی ہوتی ہو۔ کیونکہ مذہب ان کے نزدیک کسی ایک قوم یا مجموعہ افراد کا ورثہ نہیں بلکہ انسان کی اجتماعی زندگی کی ایسی پیچیدہ دھاریں ہیں جو کہیں نہ کہیں آپس میں ملتی نظر آتی ہیں۔ جہاں تک یسوع مسیح کی ذات کا تعلق ہے مغربی فلسفہ مذاہب کو اس کی شخصیت و حیثیت کی تعیین ایسے رنگ میں کرنے کا کوئی حق نہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ بنی نوع انسان کے ساتھ مسیح کے سوا کوئی اور کلام نہیں کر سکتا کیونکہ مسیح نہ تو اس ادارے کی بلا شرکت غیرے ملکیت ہے جسے چرچ کہا جاتا ہے اور نہ اس کی ذات کو چند جغرافیائی حدود میں مقید کیا جا سکتا ہے۔

جیسا کہ عالمی اخبارات میں اس کتاب پر شائع ہونے والے تبصروں سے معلوم ہوتا ہے اس تصنیف نے چرچ کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے چنانچہ اوٹاوہ سٹیزن (OTTAWA CITIZEN) ایک کینیڈین اخبار نے (باقی صفحہ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ:۔

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

مسل نمبر ۲۳۷۳۱

میں رشیدہ بیگم زوجہ رانا محمد حسین صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۳۵ سال۔ پیدائشی احمدی ساکن سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹/۴/۷۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

۱۔ حق مہر بذمہ خاوند ۵۰۰/- روپے
۲۔ زیور طلائی ۱½ تولہ قیمت ۹۰۰/- روپے
۳۔ ایک عدد سیونگ مشین جس کی موجودہ قیمت ۵۰۰/- روپے۔

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

اس وقت مجھے مبلغ ۳۰/- روپے ماہوار آمد بصورت جیب خرچ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبدہ رشیدہ بیگم زوجہ رانا محمد حسین صاحب سانگلہ ہل وارڈ نمبر ۱۱ مکان نمبر ۱۲۵۱ B-II

گواہ شد۔ رانا محمد حسین خاوند موصیہ۔ سانگلہ ہل شیخوپورہ۔

گواہ شد۔ صوفی سمیع اللہ ولد میاں گلاب دین صاحب گوندل سیکرٹری مال سانگلہ ہل۔

مسل نمبر ۲۳۷۳۲

میں عائشہ بی بی بیوہ میاں فیض اللہ صاحب مرحوم قوم ماہل پیشہ خانہ داری عمر ۶۰ سال ساکن سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۷/۷۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

حق مہر وصول شدہ ۳۲/۵۰ روپے

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰/- روپے ماہوار آمد بصورت جیب خرچ از بچگان ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ۔ عائشہ بی بی بیوہ میاں فیض اللہ صاحب مرحوم معرفت چوہدری ناصر احمد صاحب ایڈووکیٹ سانگلہ ہل۔

گواہ شد۔ چوہدری فقیر اللہ امیر جماعت احمدیہ سانگلہ ہل۔

گواہ شد۔ صوفی سمیع اللہ گوندل سیکرٹری مال سانگلہ ہل۔

مسل نمبر ۲۳۷۳۳

میں امۃ المجید بیگم زوجہ چوہدری مقبول احمد صاحب قوم جٹ بھٹی پیشہ خانہ داری عمر ۴۲ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۷/۷۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

۱۔ حق مہر بذمہ خاوند ۲۰۰۰/- روپے
۲۔ ہار طلائی ۳ عدد۔ کانٹے ایک جوڑی۔ بالیاں ایک جوڑی۔ کڑے ایک جوڑی۔ انگوٹھیاں دو عدد۔ ٹکا ایک عدد۔ کل وزن اندازاً دس تولہ۔ قیمت ۱۵۷۵۰/- روپے۔

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائیگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ۔ امۃ المجید بیگم زوجہ چوہدری مقبول احمد صاحب معرفت صوفی غلام محمد صاحب ناظر بیت المال خرچ ربوہ۔

گواہ شد۔ مبارک مصلح الدین احمد وصیت نمبر ۱۵۱۰۳ وکیل المال ثانی تحریک جدید ربوہ۔

گواہ شد۔ غلام محمد موصی نمبر ۲۹۱۱۳ ناظر بیت المال خرچ ربوہ۔

مسل نمبر ۲۳۷۳۴

میں چراغ بی بی زوجہ دین محمد صاحب قوم بھٹہ پیشہ خانہ داری عمر ۶۰ سال بیعت ۱۹۳۳ء ساکن ربوہ ضلع جھنگ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸/۷/۷۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

حق مہر بذمہ خاوند ۱۰۰۰/- روپے

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائیگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ۔ چراغ بی بی زوجہ دین محمد صاحب دارالصدر شمالی ربوہ۔

گواہ شد۔ دین محمد ولد علی محمد صاحب (خاوند موصیہ) دارالصدر شمالی ربوہ

گواہ شد۔ بلال احمد ولد فتح محمد صاحب دارالصدر شمالی ربوہ۔

مسل نمبر ۲۳۷۳۵

میں محمودہ بیگم زوجہ ہاشمی عبدالمجید صاحب قوم ہاشمی پیشہ خانہ داری عمر ۵۰ سال پیدائشی احمدی ساکن نوکھر ضلع گوجرانوالہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷/۵/۷۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

حق مہر بذمہ خاوند ۲۰۰۰/- روپے

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائیگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

اس وقت مجھے مبلغ ۵۰/- روپے ماہوار آمد بصورت جیب خرچ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ۔ محمودہ بیگم زوجہ عبدالمجید ہاشمی صاحب نوکھر ضلع گوجرانوالہ۔

گواہ شد۔ غلام احمد سیکرٹری مال حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ۔

مسیحی علماء کا اعتراف

(بقیہ)

اپنی ۹ر جولائی ۱۹۷۸ء کی اشاعت میں لکھا ہے مسیح کا "خدا" یا "خدا کا بیٹا" ہونے کا تصور اب خطرہ میں پڑ گیا ہے۔ مسیح کو ایک بہت بڑا انسان اور خدا کا فرستادہ تو تسلیم کیا جا سکتا ہے لیکن مافوق البشری قوتوں والا انسان تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

یہ ابنیہ مسیح کی وہ تصویر ہے جو قرآن کریم نے آج سے چودہ سو سال قبل پیش کی تھی اور جسے چرچ آج تک بنظر تحقیر دیکھتا رہا۔ مگر اب جبکہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا وقت آگیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات کے مطابق کاسر صلیب کا ظہور ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی ہوا چلا دی ہے کہ خود عیسائی حلقوں میں ان کے نظریات کے خلاف آواز اٹھنی شروع ہوگئی ہے۔ وہ وقت دور نہیں کہ اس نہایت جلال اور عزت والے پاک نبی کی بشارات کے مطابق اہل مغرب اپنے تمام عقائد باطلہ کو ترک کر کے اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں گے اور جوش سے توحید پر نثار ہونے لگ جائیں گے۔

اللھم صل علی محمد و آل محمد!

درخواست دعا

خاکسار اپنی دائیں ٹانگ کی تکلیف (Multiple Myeloma) کے باعث ۲۰ جون سے ریڈیم وارڈ میو ہسپتال لاہور میں داخل ہے ابھی ٹانگ کمزوری کی وجہ سے بوجھ اٹھانے سے معذور ہے ابھی بھی جنہیں ہوری سیدھی ہی نہیں ہوتی ہے۔ بجلی اور خاص ٹیکوں کے ذریعہ علاج ہو رہا ہے۔ خاکسار کی بیماری ایک بہت بڑا امتحان بن گئی ہے متعلقہ بشریت پریشانی بڑھ رہی ہے۔ قارئین کرام سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ خاکسار ناچیز کے حال پر رحم فرمائے کامل صحت عطا فرمائے معذوری و محتاجی کی زندگی سے بچائے نیز اللہ تعالیٰ سب بیماروں کو کامل شفا اور رحمت فرمائے۔ آمین

(خاکسار محتاج دعا۔ رانا عبدالکریم خان شاہد (کاٹھ گڑھی) عفی عنہ بیڈ نمبر ۶ مردانہ برآمدہ۔ ریڈیم وارڈ میو ہسپتال لاہور ۲۵-۷-۷۸)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رپورٹ فضلِ عمر درس القرآن کلاس (طالبات)

منعقدہ ۱۰ تا ۲۴؍ جولائی ۱۹۷۸ء

فضلِ عمر درس القرآن کلاس ۱۰؍ جولائی ۱۹۷۸ء کو شروع ہو کر ۲۴؍ جولائی ۱۹۷۸ء تک جاری رہی۔ اس کلاس کے حصّہ طالبات کی منتظمہ اعلیٰ حضرت سیّدہ مریم صدیقہ صاحبہ مدظلہا العالی صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ تھیں۔ عمومی نگرانی محترمہ اسماء طاہرہ صاحبہ جنرل سیکرٹری لجنہ مرکزیہ کرتی رہیں۔

امسال طالبات کی رہائش کا انتظام مہمان خانہ مستورات میں کیا گیا جہاں محترمہ نعیمہ حمید صاحبہ اور وسیمہ صاحبہ نے بطور نگران کام کیا۔

بیرون از ربوہ ۳۶۳ طالبات اور ربوہ کی ۴۵۹ طالبات نے شرکت کی اور اس طرح کُل تعداد ۸۲۲ رہی۔ ۶۵۷ طالبات امتحان میں شامل ہوئیں۔ ۴۹ طالبات نے معیار اوّل، ۳۶۲ نے معیار دوم اور ۲۴۶ نے معیار سوم کا امتحان دیا۔ یہ تعداد گزشتہ تمام سالوں کی تعداد سے زیادہ ہے۔ الحمد للہ

یہ کلاس روزانہ مسجد مبارک میں ہوتی رہی جہاں برعایت پردہ طالبات بھی درس اور تقاریر سنتی رہیں۔ مسجد میں طالبات کی نگرانی اور ان میں لٹریچر تقسیم کرنے کی ذمہ داری عاجزہ کے سپرد تھی۔ ان دونوں کاموں میں محترمہ امۃ الکافی صاحبہ سیکرٹری شعبۂ صحتِ جسمانی لجنہ مرکزیہ نے میری مدد کی۔ روزانہ حاضری لگانے اور طالبات کے کوائف مکمل کرنے کا کام محترمہ امۃ الرشید سیال صاحبہ نے کیا۔ مسجد میں پانی پلانے اور نظم و ضبط قائم رکھنے میں محترمہ امۃ الرشید بھٹی صاحبہ سیکرٹری خدمتِ خلق دارالصدر شرقی علاء، محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ، محترمہ معراج بی بی صاحبہ نے تعاون کیا۔ قیام گاہ میں طعام کا انتظام محترمہ امۃ اللطیف سیال صاحبہ اور محترمہ سلیمہ باجوہ صاحبہ کے سپرد رہا۔

طالبات کے لئے گروپ بنا کر شام کو ان کی تعلیمی مشکلات دور کرنے کا کام مندرجہ ذیل کے سپرد تھا جو مہمان خانہ میں بچیوں سے مل کر ان کے مسائل کا جائزہ لے کر ان کی مدد کرتی رہیں:۔

۱۔ محترمہ ثریا جبین صاحبہ ایم۔ اے	۲۔ محترمہ امۃ الرفیق صدیقی صاحبہ ایم۔ اے
۳۔ " ریحانہ شاہین صاحبہ ایم۔ اے	۴۔ " امۃ الکریم نصرت صاحبہ ایم۔ اے
۵۔ " نصیرہ صادقہ صاحبہ ایم۔ اے	۶۔ " عطیہ البشریٰ صاحبہ ایم۔ اے
۷۔ " امۃ المشتاق صاحبہ ایم۔ اے	۸۔ عاجزہ صفیہ عزیز ایم۔ اے

دورانِ تدریس ہر طالبہ کو تقریروں کے نوٹس لکھنے کے لئے ایک کاپی دی گئی۔ زکیہ حمید دارالرحمت غربی الف کو ان کی نوٹس کی کاپی کو بہترین قرار دیتے ہوئے انعام کا مستحق قرار دیا گیا۔

مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر نے ۱۶؍ جولائی کو مہمان خانہ مستورات میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے سفر یورپ اور مغربی افریقہ کے دورہ جات پر مشتمل سلائیڈز دکھائیں۔

کلاس کے اختتام پر مسجد مبارک میں ۲۴؍ جولائی کو دعائیہ تقریب منعقد ہوئی جس میں مکرم مولوی نور الحق صاحب انور نے رپورٹ پڑھ کر سنائی جس کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب امیر مقامی نے دعا کرائی۔ حضرت سیّدہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے کلاس میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات میں اپنے دستِ شفقت سے انعامات تقسیم فرمائے۔

(صفیہ عزیز منتظمہ فضلِ عمر درس القرآن کلاس (طالبات))

لازمی چندہ جات کی ادائیگی ماہ بماہ کر کے عند اللہ ماجور ہوں
(ناظر بیت المال آمد۔ ربوہ)

فدیۃ الصیام اور نظارت خدمتِ درویشاں

(مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر خدمتِ درویشاں)

امسال رمضان کا بابرکت مہینہ ۶؍ اگست ۱۹۷۸ء سے شروع ہونے والا ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ اصحاب جنہیں ان کی زندگی میں ایک مرتبہ پھر حکمِ ربّانی کے تحت روزے رکھنے، قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کرنے، دیگر عبادات اور ذکرِ الٰہی کرنے کی سعادت نصیب ہو گی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں احکامِ الٰہیہ پر پورے طور پر عمل پیرا ہونے اور اس مبارک ماہ کی برکات اور فیوض سے وافر حصہ پانے کی توفیق بخشے۔

رمضان المبارک کے روزے رکھنے ہر عاقل بالغ صحت مند مرد و زن پر فرض ہیں اور ان کی فرضیت ایسی ہی ہے جیسے دیگر ارکانِ اسلام کی۔ البتہ جو مرد و زن بوجہ بیماری یا مسافرت سالم ماہ یا اس کا کوئی حصّہ روزہ نہ رکھ سکیں انہیں ارشادِ خداوندی کے تحت لازم ہے کہ صحتیاب ہونے پر یا سفر ختم ہونے پر ان دنوں کی گنتی دوسرے ایّام میں پوری کریں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں فراخیٔ رزق سے بھی نوازا ہوا ہے تو ان ایّام میں بطور فدیہ رمضان ایک مسکین کو کھانا بھی کھلاتے رہیں۔

اسی طرح ایسے اصحاب جو روزہ رکھیں اور حسبِ استطاعت فدیۃ الصیام بھی ادا کریں تو وہ اللہ تعالیٰ کے حضور مزید اجر کے مستحق ہوں گے اور اس نیک عمل میں جو کمی کسی پہلو سے رہ گئی ہو تو اس زائد نیکی کے صدقے اللہ تعالیٰ اسے پورا فرماوے۔

ایسے بھائی اور بہنیں جو فدیۂ رمضان ایک ماہ کے معروف کھانے کے برابر بصورت نقدی نظارت خدمتِ درویشاں کی وساطت سے مساکین کو دینا چاہیں وہ یہ رقم ناظر خدمتِ درویشاں کے نام بھجوا کر ممنون فرمائیں تا کہ نظارت اپنے نظام کے تحت یہ رقم بروقت مستحقین میں تقسیم کر سکے۔

درخواستِ دعا

خاکسار کی دادی محترمہ دولت بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم سیّد امیر احمد شاہ صاحب مرحوم چنی گوٹھ ضلع بہاولپور میں عرصہ سے مختلف عوارض کی وجہ سے بیمار ہیں۔ کبھی افاقہ ہو جاتا ہے اور کبھی دوبارہ تکلیف عود کر آتی ہے جس کی وجہ سے کمزوری بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ احباب جماعت اور بزرگانِ سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے شفاء کامل و عاجل عطا فرمائے۔ آمین

(سیّد شمشاد احمد ناصر مبلّغ گھانا)

مطالعہ کتب

ماہِ اگست میں خدام کے مطالعہ کے لئے کتاب "برکات الدعا" مقرر ہے۔ خدام مرکز سے کتاب منگوا کر مطالعہ کریں۔

(مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

ضرورت ہے
ایک عدد خانساماں۔ درمیانی عمر، ایماندار اور نیک ہو۔ فوری ضرورت ہے۔ رہائش کا بندوبست ہو گا۔
وڈو میڈیکل سروس
بلاک ۱۲۔ سرگودھا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

ہر قسم کی جائیداد کی خرید و فروخت، ہر قسم بلڈنگ اعلیٰ ترین ڈیزائنوں کے مطابق تعمیر کروانے کا واحد ادارہ
نعیم کنسٹرکٹرز اینڈ پراپرٹی ڈیلرز
ریلوے روڈ — رحمت بازار ربوہ
فون دفتر ۵۲۱ رہائش ۴۳۱